"نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا"

ایک نظم

# تصویرِ عالم

(پروفیسر) کاملؔ کاشمیری

دوستی عہد میں یہ ناداری — کون اپنی کریگا غمخواری

قدرداں کون ہے زمانے میں — علم و فن کی ہے سرد بازاری

فقر ہے وسیلۂ توقیر — راستی وجہ ذلّت خواری

جوشؔ ملیح آبادی

# اِنتساب

غلام محمّد صاحب صادق

(آنریبل ڈیولپمنٹ منسٹر حکومت جمّون وکشمیر)

قبول فرمائیں

کامل کاشمیری

# عرض حال

آج سے کوئی دو مہینہ قبل اس نظم کا ساتواں اور آٹھواں بند پنجاب ہوٹل ایمراکدل نازل ہوا تھا شعر دماغ میں محفوظ رہے لیکن مزید کچھ لکھنے کیلئے طبیعت حاضر نہ ہوئی۔

۲۵ جنوری کو معلوم ہوا کہ "انڈپینڈنس ری پبلک ڈے" کی خوشی میں ۲۷ جنوری کو نیڈو ہوٹل میں ایک انعامی مشاعرہ منعقد ہونیوالا ہے۔ دو پیہ کا نام سنکر کس کا منہ نہیں بھر آتا۔ انعام کی خلش دل میں چٹکیاں لینے لگی۔ لیکن لکھیں تو کیا لکھیں؟؟۔ معاً وہ پنجاب ہوٹل والے نازل شدہ شعر دماغ میں گونجنے لگے۔ چنانچہ ۲۶ جنوری کی شام کے نو بجے جو قلم ہاتھ میں اٹھایا تو سات بجے صبح تک مسلسل لکھتا گیا یہاں تک کہ اس نظم نے جنم لیا۔ لیکن تقدیر کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ ۲۷ جنوری کو سر میں اس شدت کا درد رہا کہ مشاعرہ میں شرکت کرنے سے رہ گیا اور سب سے افسوس یہ کہ انعام پانے سے محروم ــــ خیر خداوندان مشاعرہ اب بھی چاہیں تو انعام بھیج سکتے ہیں۔

یہ نظم موجودہ دنیا کی ایک نامکمل تصویر ہے امید ہے کسی اور موقعہ پر اسکی تکمیل کیطرف دھیان دیا جائیگا تاکہ نظم کسی پہلو سے تشنہ نہ رہے۔

میں اپنے مخلص دوست میرزا سیف الدین احمد ایم اے ایل ایل بی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اسکی اشاعت کیلئے کافی تگ و دو کی۔ کیوں نہ ہو ؎

جو عشق با ہمی تھا سعد اور ناظر میں ... جھلک رہا ہے وہی سیف الدین کامل میں

سرینگر ۳۱ جنوری ۱۹۵۰ء

کامل کاشمیری

اے خدائے زندگی! اے خالقِ بالا و پست !

رازقِ اہلِ دوَل، تسکینِ جانِ فاقہ مست !

مائلِ گفتار ہے تیرا یہ مردِ حق پرست !

برتر از وہم و گماں، اے بے نیازِ بود و ہست !

آج یہ عُنواں ہے میرے نالۂ شبگیر کا

"ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا"

---

اہلِ دوَل بمقابلہ فاقہ مست

زندہ و بینا ہوں میں یا رب! نہیں ہوں مُردہ لاش

میرے پہلو میں نہیں ہے یہ ری پانی کی یہ قاش

بلکہ ہے یہ اک مجسّم شعلۂ پُر ارتعاش

جسکی حِدّت سے ہوں یکسر سنگِ خارا پاش پاش

کس کو ہے اندازہ میری آہ کی تاثیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

یہ قاش دل کی طرف اشارہ ہے

ہیں یہاں جمہور اب تک حکمرانوں کے غلام
تُو ہی کہہ دے راج کے حقدار ہیں وہ یا عوام
کیوں نہ وبال نہیں ہوتا یہ فرسودہ نظام
جانے کیا کچھ ہو گئے ہیں صاحبانِ انتقام

ظلم و استبداد ہے ہر سُو و زیر و میر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

رہبری افلاس کے ماروں کی جو کرتے ہیں آج

خون سے جمہور کے پاتے ہیں جب وہ راج تاج

دیکھ کر اُونچے محل اُن کا بدلتا ہے مزاج

چھوڑ دیتے ہیں وہ ناداروں سے اپنا کام کاج

مُنہ بنا لیتے ہیں پھر وہ اک بڑے ہل ہیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

ایسی مثالوں سے دُنیا بھری پڑی ہے

بادشاہانِ جہاں آپس میں ہیں مصروفِ جنگ
آدمی کے خون سے ارضِ جہاں ہے لالہ رنگ
مِٹ گیا انساں کی پیشانی سے نقشِ نام و ننگ
رہ گئی صُلحِ عمومی کی نہ ہر دوں میں ترنگ
سر میں سودا ہے فقط توپ و تفنگ و تیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

بادشاہاں یعنی حکمراناں

لُٹ گیا ہے باہمی عشق و محبت کا سہاگ

شکلِ انسانی میں ہر سُو رینگتے پھرتے ہیں ناگ

ملے چھوٹے ہیں یہاں کس درجہ انسانوں کے بھاگ

صُبح برساتی ہے پتھر، شام برساتی ہے آگ

یہ نتیجہ ہے نہ جانے کون سی تقصیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

لت دن کیچڑ میں ہیں لت پت یہ بیچارے کساں

پھر بھی بے بہتے ہیں یہ بن روٹی کے اور بے خانماں

ان کے اپنے ہیں یہ خرمن ہی نہ اپنی کھیتیاں

کچھ سمجھ آتا نہیں اے خالق ارض جہاں!

یہ جہاں تیرا ہے یا ہے صاحب جاگیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

وہ خدایا یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں     تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں

اقبال

کاش یہ مفلس امیروں کے خزانے چھین لیں

خواجگانِ ارض کے یہ کارخانے چھین لیں

چھین لیں یہ کاخ و ایواں، یہ ٹھکانے چھین لیں

چھین لیں یہ کھیتیاں، خرمن، یہ دانے چھین لیں

کیا ڈرا سکتا ہے دہقاں کو غضب شمشیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی    اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو
اقبالؔ

اکطرف ہردوں کی دھڑکن، اکطرف طبلوں کی تھاپ

اکطرف آہ و فغاں ہیں، اکطرف ناچ اور پاپ

سُن رہا ہوں میں ہر اک سے عادلِ محشر ہیں آپ

کونسے پیمانہ سے کل آپ لیں گے ان کو ناپ

آج ہی منظر دکھا فردائے دار و گیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

"آپ" سے بمجبوری خطاب کیا گیا

اکطرف علما کی باتیں، اکطرف جہلِ جھول
اکطرف عشق کی یادیں، اکطرف حسن کی پھول
اکطرف پھولوں کی بارش، اکطرف اُڑتی ہے دھول
اکطرف فکر و عمل ہے، اکطرف قال و اُقول

خوب ہے یہ سلسلہ تاریکی و تنویر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے، تیرے جہانِ پیر کا

بھول بمعنی تغافل

کیا ہے دُنیا؟ طُرفہ رنگ صَوت کا دلکش دیار

نغمہ و الحاں کی بستی، عالم نقش و نگار

مرغزار و جوئبار و سبزہ زار و رُود بار

آبشار و کوہسار و ریگ زار و نُور و نار

عالم معنی ہے چشم و گوش کی تعبیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

مجمعِ اضداد ہے کس درجہ یہ ارضِ صغیر
دلشکن منظر کوئی اسکا ہے کوئی دلپذیر
خون کا دریا کہیں اور کہیں ہے جوئے شیر
ہے گل افشانی کہیں اور کہیں بارانِ تیر
"آب و گل کا یہ عجوبہ ہے عجب تخمیر کا"
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

ارضِ صغیر — صغیر بمقابلۂ دیگر سیارگاں

موسمِ گُل میں مہک اُٹھتے ہیں ہر سُو باغ و راغ

تازہ و شاداب بُوئے گُل سے ہوتے ہیں دماغ

دُختِ رز سے پھُول پُر کرتے ہیں خود اپنے ایاغ

دیکھ کر رنگِ جمالِ عارضِ گلہائے باغ

دل پھڑک اُٹھتا ہے ہر اک بُلبلِ دلگیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

ہیں تبسّم آفریں سر بفلک ایواں کہیں

جھونپڑے خستہ سجود آمادہ ہیں گریاں کہیں

جابر و حاکم ہے کوئی رُو کشِ یزداں کہیں

بندۂ بے چارہ و مجبور ہے انساں کہیں

ہے کہیں ظلمت کہیں نظّارہ ہے تنویر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

سجود آمادہ — گرنے کو تیار

ایک وہ پردیس کو باندھے ہوئے بستر گیا

چھوڑ کر ناچار اپنا دیس، اپنا گھر گیا

ایک وہ پردیس سے گھر کی طرف ہنس کر گیا

یونہیں اک پیدا ہوا اور ایک انساں مر گیا

ہائے یہ سیلِ تبسم، اُف یہ طوفاں نیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

• نیر — آنسو

نوجوانوں کو ہے اُونچے ہوٹلوں کا اشتیاق

گھر کے چُولھے بجھ بجھا کے رہ گئے بالائے طاق

کچھ اگر آگے بڑھا یہ گنبدِ نیلی رواق

ایک دن دینگے یہ گھر کی رانیوں کو بھی طلاق

اور چکلے ان پہ کردیں گے عمل تسخیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

تلخ نوائی معاف!

کیا بتاؤں اے خُدائے عالمِ فردا و دوش

میرے نالوں کو نہ سُن پائیں کہیں تیرے سروش

بر سرِ بازار ہیں کرسی نشیں اب مے فروش

ہر مکاں میخانہ ہے اب، ہر جواں ہے بادہ نوش

بادہ نوشی آجکل باعث ہے اک تو قیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

پھر رہے ہیں ہر طرف بدمست معشوقِ حسیں
ماہ وشِ سیمیں بدن کافرادا ناز آفریں
سامنا ہو جائے جب اُن سے جوانوں کا کہیں
لاکھ چاہیں بھی دِلوں کو وہ بچا سکتے نہیں
دِل پھسل جاتا ہے اکثر عارفِ پیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

بدمست ۔ جوانی سے بدمست

کیا کہوں کیسا ہے میرا گلشنِ جنت نشاں

قابلِ تعزیر ہوتی ہے مری ہر داستاں

ہو بھی گر اذنِ سخن، کس کو ہے یارائے بیاں

خیر اندیشے جہاں سازی کہونگا میں بھی ہاں

"ذرّہ ذرّہ جانفزا ہے گلشنِ کشمیر کا"

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

ہائے ہم کشمیر کے مفلوک، بے چارے اَدیب

وُسعتِ فکر و تخیّل کے غنی، گھر کے غریب

کُنجِ گُمنامی میں ہیں شہرت سے اَب تک بے نصیب

ہم سے تو اچھے رہے دیر و حرم کے ہی خطیب

جن کو ساماں ہے فراہم ہر طرح تشہیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

ہے یہاں ہر حق پرست تیرِ ملامت کا ہدف

کیا ڈرا سکتی ہے لیکن چاند کو کتوں کی عف

ہائے وہ انساں یہاں ہے صاحبِ عزّ و شرف

جو تہی آغوش و پُر آواز ہو مانندِ دُف

ہے غلط ہر نظریہ ناپاکی و تطہیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

دُف یعنی ڈھول ناپاکی و تطہیر یعنی نیک و بد

کہتے تھے مجھ سے کل چیدہ ایک چینی خوش صفات

جو کہ صدیوں کی گراں خوابی سے پائے ہیں نجات

ہم سے بھی تو یاد رکھ یہ تجربے کی ایک بات

ہو نہیں جاتی سحر انساں کی آسانی سے رات

"صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا"

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

صبح کرنا شام کا ۔ میرزا غالب کا شعر ہے

دیکھ کر اہلِ مذاہب کا یہاں مکر و ریا

باہمی نفرت، رقابت، دشمنی، جور و جفا

شرم آتی ہے انہیں کہتے ہوئے اب با خدا

در دلم آنچہ نہان است، باکسے گویم چرا

مجھ کو ڈر لگتا ہے اہلِ دین کی تکفیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

اُف یہ مینارِ مساجد، یہ شوالوں کے کلس

بہہ گیا جن پر لہو مزدور کا دو دو برس

اب جنہیں شیخ و برہمن نے کئی اہلِ ہوس

ایک جاگیر خدا داد سمجھ بیٹھے ہیں بس

یہ حشر مزدور کے اُف خون کی تقطیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

اہلِ ہوس یعنی چالاک اور مکار لوگ

دِل لبھا سکتی ہے اَب حُوروں کی صُورت کب تلک

داستاں چھیڑے یہ کوئی بے ضرُورت کب تلک

زندہ انسانوں پہ غالب مُردہ مُورت کب تلک

کام دیگی برہمن کی اب مہُورت کب تلک

سادہ بندوں کیلئے یہ دام ہے تزویر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

مُردہ مُورت۔ پتّھر کے بُت

مہُورت سے یہاں پُرکاری مُراد ہے

مسجدوں میں اب یہاں یارِ خدا کچھ بھی نہیں

واعظ و محراب و منبر کے سوا کچھ بھی نہیں

اور وہاں اونچے شوالوں میں دھرا کچھ بھی نہیں

برہمن، بُت اور دیپک کے بنا کچھ بھی نہیں

اِسکو جے کا شوق اُس کو نعرۂ تکبیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

بجے ۔ جے جگدیش ہرے

مانتے ہیں یہ اصولی بات سب تیرے بھگت

وحدت و صلح و محبت ہے ہر اک مذہب کا ست

کیوں ہوئے مذہب ہیں پھر وجہِ فساد و منافرت؟

کیوں بناتے ہیں بری نوعِ بشر کی پھر یہ گت؟

ہائے کیا حیران کُن عالم ہے ٹیڑھی کھیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

بہتر ہے چراغِ حرم و دیر بجھا دو — اقبال

کیاژٕ پوزاہن، نمازن ہُنز رٹتھ چھک پرٲن کتھ

مذہبک دیوانہ انسان پانہ وأن والان چھہ دَتھ

چھک دلس اندر رٹتھ وہمن گمانن ہنز ژٕ سَتھ

پھیر لوپت وہمو گمانو، نیر علمچ ژھار وَتھ

کیاوَنے کیاہ ونان اوسُم مرہ رات اکھ زیرکا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

یہ بند کشمیری زبان میں ہے

ہو گیا دُنیا سے اب کفر و مسلمانی کا دور

آ گیا اب وحدتِ دُنیائے انسانی کا دور

مٹ گیا شاہنشہانِ ظلِّ سبحانی کا دور

آ گیا مظلوک جنتا کی جہاں بانی کا دور

ہو گیا اب دور سیوا اور عالمگیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

سیواجی مرہٹہ اور اورنگ زیب عالمگیر

قافلے کہتے ہیں جمہور کہتے ہیں اٹھو آگے بڑھیں!

کب تلک دنیا میں ہم سوئے رہیں ہو کر بٹیں

ہو چکی ہیں کھوکھلی سرمایہ داری کی جڑیں

آؤ ان کو کاٹ لیں، اس بات پر اپنی اڑیں

رات سپنوں کی گئی، دن آگیا تعبیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

"بڑھیں" کا قافیہ صوتی اعتبار سے جائز سمجھیں

اہلِ ثروت رو رہے ہیں ہائے ہم اب کیا کریں!

بجھ رہے ہیں اپنی اُمیدوں کے کوکب کیا کریں

دل ہیں افسردہ، نگوں سر، خشک ہیں لب کیا کریں

اب نہیں کوئی مفر کی راہ یا رب! کیا کریں

داؤ چلنے کا نہیں ہے اب کسی تزویر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

گیا دورِ سرمایہ داری گیا تماشا دکھا کر مداری گیا
اقبال

کون کرتا ہے یہاں بے خانماں مُفلس کی بات

ہائے بے حس ہیں انساں! اے خُدائے پاک ذات

فکر ہے ان کو کہ پھر بن جائے دیرِ سومنات

خُوب سُوجھی سادہ دل بندوں کو ہے راہِ نجات

نقشِ حیرت ہوں مجھے یارا نہیں تقریر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

سومنات کا اُجڑا مندر پھر سے بنانے کیلئے اسوقت تک لاکھوں روپیہ جمع کیا گیا ہے۔

اہلِ مشرق ہو گئے تقدیر کے ہاتھوں خراب

ان کی آنکھوں پر نہیں اسرارِ ہستی بے حجاب

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں سارے شیخ و شاب

کس طرح آئیگا ان کی زندگی میں انقلاب

چھوڑ بیٹھے ہیں یہ دامن ہاتھ سے تدبیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

آنکھوں یعنی نگاہوں

اہلِ مغرب صاحبانِ علم و دانش ہیں ضرور

شیشۂ تہذیب ان کا بھی ہوا ہے چور چور

گرچہ خوش آواز ہے سرمایہ داری کی زبور

دیرپا، راحت فزا اس کا نہیں سوز و سرور

ہو گیا اب وقت اس انجیل کی تبشیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

انجیل — سرمایہ دارانہ تہذیب و نظام کی انجیل

آہ نسواں ہیں کہ آزادی سے ہیں کوسوں ہی دُور

بے زباں قیدی کی صُورت ہیں جو مردُوں کے حضُور

جن کو تہذیب تمدّن کا نہیں ذوق و شعُور

رہ گیا جن کے نہ ہر دوں میں سرُور آنکھوں میں نُور

نقشِ فریادی ہے یہ کس شوخیٔ تحریر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

شوخیٔ تحریر — توبہ توبہ!

کاش یہ مظلوم زنجیرِ غلامی توڑ دیں!

سینکڑوں صدیوں کے اوہام وظنوں کو چھوڑ دیں

رشتہ یہ اپنا بغاوت کے جہاں سے جوڑ دیں

راہ میں حائل جو ہوں، اُن پتھروں کو پھوڑ دیں

کاغذی ہے پیرہن اِن کی زبوُں تقدیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

ناز انسانوں کو ہے اوطان کی تقسیم پر
اپنی ڈفلی راگ اپنی قوم کی تنظیم پر
جو حسد آموز ہو لعنت ہو اُس تعلیم پر
آج گو انساں نہیں مائل کسی ترمیم پر
رُخ بدلنے کو ہے کل اس عالمِ تغیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

شور ہے دُنیا میں ہر سُو اے جواں مردو! اُٹھو

اپنے بچّوں کی بھلائی کیلئے سر دو اُٹھو

کچھ اگر کرنا ہے دُنیا میں ابھی کر دو اُٹھو

عالمِ ہستی کو اپنے خوں سے بھر دو اُٹھو

وقت ہے تعجیل کا، موقع نہیں تاخیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہاں گیر کا

---

بچّوں کی بھلائی یعنی آئندہ نسلوں کی خوشحالی

کیا ہی جمہوری نظاموں کا ہے منظر دیدہ زیب

ہر کہ شک آرد دریں کافر شود بے شک و ریب

جیب کتروں کی ہے زد میں سادہ دل بندوں کی جیب

کوہکن کی موت کا باعث ہے خسرو کا فریب

حلقہ ہے پاؤنمیں جتنا کہ عجب زنجیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

جمہوری نظاموں سے مُراد سرمایہ دارانہ جمہوری نظام ہیں۔

"ریب" کا قافیہ مجبوری ہے

میر و سلطان یا مہاجن، پیر و مُلّا مجتہد

نوعِ انساں کی غلامی پہ ہیں سارے مستعد

چھا گئے دُنیائے انسانی پہ ہیں یا رب وہ گِد

جسمِ انسانی کہ جن کی کاٹ سے جاتا ہے چھِد

اور بے مرہم ہے ہر اک زخم جن کی چیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

خلق خدا کی گھات میں رند و فقیہہ و میر و پیر

اقبال

دکھ رہا ہے عالمِ ہستی کا کب سے بند بند
عاجز و مجبور ہیں لیکن طبیبانِ بلند
جستجو ہا بہرِ دارو ہیش بہ حسرت می کنند
ڈالتے پھرتے ہیں مہر و ماہ پر اپنی کمند
پھر بھی کچھ ان کو پتہ ملتا نہیں اکسیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

طبیبانِ بلند — عالی دماغ طبیب

ہیں قوانینِ جہاں کیا خوب ہی نیزے کی نوک
ظالموں کو جو تشدد سے نہیں دیتے ہیں ٹوک
ہاں اگر مظلوم کے سینے سے اُٹھ پاتی ہے ہوک
حکم ہوتا ہے اُسے اشکوں کو پی، آہوں کو روک
خوف کچھ تو چاہئے قانون کی تعزیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

قوانینِ عالم نادار طبقہ کی بجائے اُونچے طبقہ کا تحفظ کرتے ہیں

ہائے کس مُنہ سے کہوں میں اے خُدائے ذوالجلال

اب نظر آتا نہیں ایسا کوئی مائی کا لال

دل میں ہو جسکے کسک، سینے میں ہو جسکے اُبال

مُفلس و نادار کا جسکو لہو رُلوائے حال

توڑ ڈالے جو گلے کا طوق۔ اس نخچیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

نخچیر۔ فاقہ کش انسان۔ سرمایہ پرستوں کے ہاتھوں میں صید زبوں

ہیں یہاں باقی ابھی کچھ سرکش و گردن فراز
کارفرما جن پہ ہے رنگ نسب کا امتیاز
بے خبر کرتے ہیں جو اجداد کی ہڈیوں پہ ناز
آہ یہ فرقِ سیاہ و سُرخ و فخرِ ترک و تاز
اُف یہ لایعنی تخیُّل عزّت و تحقیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

اجداد کی ہڈیاں۔ پدرم سلطاں بُود ہڈیوں۔ غیر مشدّد مجبُوری

ہیں نئی پود کے کچھ انساں یہاں محوِ جہاد
مشرق و مغرب میں جو کرتے ہیں پیدا اتحاد

زندہ باد ایسے جواں، ایسی جتن پائندہ باد
مٹ ہی جائینگے کبھی قوموں کے یہ بغض و عناد

سلسلہ ہے اک نئی دنیا کی یہ تعمیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

دید کے قابل ہے دُنیا میں کمالِ علم و فن

ریلوے، ایروپلین یا ریڈیو، ٹیلی وِجن

گو یہ ہے کفرانِ نعمت، پھر بھی، خاکم بدہن

ظاہرِ عالم ہے خوش آئندہ و خوش پیرہن

باطنِ عالم* ولیکن پیٹ ہے انجیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

---

* باطنِ عالم سے مُراد انسانی اخلاقیات ہیں

ہر طرف دیر و حرم ہیں۔ گیان اور عرفاں نہیں

ہر طرف دانش کدے ہیں۔ دانش و برہاں نہیں

ہر طرف پھیلے مطب ہیں۔ مرہم و درماں نہیں

ہر طرف انسان ہی انسان ہیں۔ انساں نہیں

ہر کوئی ڈھانچہ ہے اک، انسان کی تصویر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

ڈھانچہ بمعنی خاکہ

علم و حکمت سے کہ جب ایٹم کا آئٹم بم ہوا

ہیروشیما پر گرا، جاپان کا سر خم ہوا

ہر طرف دُنیا میں پھر برپا عجب ماتم ہوا

میں نہیں سمجھا پریشاں کس لئے عالم ہوا

پیش خیمہ ہے یہی، اک امنِ عالمگیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

آدمی جھولوں میں علم و عقل کے جُھلنے لگے

چہرۂ گیتی سے داغ وہم و ظن دُھلنے لگے

مُشتری تپنے لگے، شمس و قمر تُلنے لگے

بھید انسانوں پہ فطرت کے سبھی کُھلنے لگے

یہ زمانہ ہے غرض تفتیش کا تفسیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

کھنچتے ہی کھنچتے تصویرِ عالم شب کٹی

ابھرے تخئیل کی پرواز بھی یارب گھٹی

چہرۂ دُنیائے دُوں سے چادرِ ظلمت ہٹی

شب بخیر اے خالقِ شام و سحر، وہ پو پھٹی

ہو گیا اب وقت میرے نالۂ شبگیر کا

ایک پہلو یہ بھی ہے تیرے جہانِ پیر کا

نہ جانے کیا ہوئے کشمیر کے وہ اہلِ کمال
کہ میرا ہمسفر و ہم مقام کوئی نہیں

کاملؔ کا اوّلین مجموعۂ کلام

# بانگِ جرس

(زیرِ طبع)

جس میں آپ مناظرِ فطرت کی مصوّری، حُسن و عشق کی گھاتیں، ادب و آرٹ کا امتزاج احساسات و واردات قلبی، حیات و موت کی کشمکش اور عقل و عشق کی اُلجھنوں کا بیان نہایت ہی اعلیٰ پایہ اشعار کی صُورت میں پائیں گے۔

## یہ کتاب

زندہ اور جمال آفریں شاعری کا ایک بہترین نمونہ اور کلام کی پختگی، زبان کی پاکیزگی اور اسلوب کی بے پناہ جاذبیت کا ایک رنگیں مُرقع ہے

ایک سو سے زیادہ نظموں پر مشتمل ——— ضخامت تقریباً دو سو صفحات

ابھی سے اپنے آڈر محفوظ کیجئے

سول ایجنٹ:- علی محمد تاجرِ کُتب و پبلشر حبہ کدل سری نگر کشمیر